عربی فارسی زبان وادب کے علمی روابط

ڈاکٹر غلام اکبر، صدر شعبۂ فارسی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر محمد سلیم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract

This article shows that there is great relation between Arabic and Persian literature from early period of both nations. Persians were proud of their culture like Arabs.Arab were used to travel to Iranians and Romans'Empire like as an eminent poets of pre islamic period Imra-al-qais,Laqeet bin yaamer and Aashaa bin Qais,they used a lot of persian terms and vocablory in their poetry. In Islamic period,conecction of Arabic and Persian literatures remaine continued. Holy prophet Hazarat Muhammad (P B)used some persian words in His Sayings. The influence of Arab Islamic literature on Perrian language and literature is clearly marked in Pre islamic& Abbsid period.

عربوں اور اہل فارس کے مابین روابط کا تعلق زمانہ قدیم سے ہے۔عرب اور اہل فارس کے آپس میں تجارتی، سیاسی، سماجی اور علمی مراسم قائم رہے ہیں۔ ان تعلقات کا سراغ ہمیں زمانہ جاہلیت کی شاعری اور دیگر جاہلی عربی ادب سے بھی ملتا ہے۔زمانہ جاہلیت (قبل از اسلام) میں عرب چونکہ زیادہ تر حافظہ پر اعتماد کرتے تھے، اور زبانی روایات ایک سے دوسری نسل تک منتقل ہوتیں ، اس لئے کتابت پر زیادہ توجہ نہ دی گئی۔ کتابت اور خطابت کی بجائے شاعری کو اہم مقام حاصل تھا۔اقوام عالم سے عربوں کے تعلقات کا اندازہ لگانے کے لیے زمانہ جاہلیت کی شاعری ایک معتبر وسیلہ ہے، حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ:

’’ان الشعر دیوان العرب‘‘بیشک شاعری عربوں کا روز نامچہ ہے۔

جہاں تک فارسی زبان وادب کا تعلق ہے، اس ادب کا دیگر عالمی آداب میں اہم مقام ہے۔ فارسی بولنے والوں میں نہ صرف موجودہ ایران بلکہ ترکستان ، ترکمانستان ، تاجکستا ن، افغانستان اور عراق کے علاوہ ہندوستان اور پاکستان کے بعض علاقے بھی شامل ہیں۔ اہل فارس کا اپنا ایک اقتصادی ، سیاسی اور سماجی نظام تھا۔ ان کے زمانہ قدیم سے ہی دیگر مما لک کی طرح عربوں سے تعلقات استوار تھے۔

عربی اور فارسی زبان وادب میں جہاں کافی حدتک مماثلت پائی جاتی ہے وہاں اختلافات بھی موجود ہیں۔اہل فارس اپنے آپ کو’’ابناء الاحرار‘‘ کہلاتے تھے اور اور عرب اپنے علاوہ دیگر اقوام کو اعجمی یعنی گونگے کہتے تھے۔ یہ ان کا فکری اختلاف تھا اس کے علاوہ لسانی اختلاف بھی پایا جاتا ہے مثلاً فارسی زبان یورپی و ہندوستانی اور عربی زبان سامی زبانوں کے گروہ سے تعلق

رکھتی ہے ۔عربی زبان میں الفاظ کے اشتقاق وتصریف کا سلسلہ بڑا وسیع ہے جبکہ فارسی میں بہت کم ،مراد یہ کہ علم صرف ونحو کے اعتبار سے دونوں زبانوں میں فرق موجود ہے ،مثلا فارسی زبان کے ہرفعل کا مصدرتن یا دن پرختم ہوتا ہے ۔مثلاً نشسطن ، بردن، کاش ، پلوش کوشیدن مصدر سے اور باس بیوس بوسیدن مصدر سے ہے ۔عربی میں فعل ثلاثی مجرد کے کئی مصادر ہیں،اوراس کے علاوہ ،ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ،خماسی مجرداورخماسی مزید فیہ کے ابواب شامل ہیں۔

فارسی ،عربی زبان وادب میں ادبی انواع اوراصطلحات کا فرق موجود ہےمثلاً فارسی شاعری میں الدوبیت جبکہ عربی شاعری میں موشحات موجود ہیں۔فارسی ادب میں ادبی اسالیب کوسبک کہتے ہیں مثلا خراسانی سبک ،عراقی سبک،ہندوستانی سبک۔عربی ادب کے فارسی ادب پراور فارسی ادب کےعربی ادب پر سیاسی اثرات بڑے واضح ہیں اہل فارس کی سیاسی تاریخ عروج وزوال کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے۔اہل فارس میں ذات پات کا نظام رائج تھا،عربوں نے خصوصا دین اسلام کے بعداہل فارس کے اس نظام کو نہ صرف بدلا بلکہ ختم کردیا۔تمام انسانوں کوایک جیسا مقام دیا اور سیاسی نظام زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔دین اسلام کے بعد فارسی وعربی کے باہم روابط کا سلسلہ قائم رہا،بعض علماء کا خیال ہے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان اقدس سے بھی فارسی کے بعض الفاظ ادا ہوے ڈاکٹرعبداللہ عزازی لکھتے ہیں :

"أن النبی صلی اللّٰه علیه و آله و سلم کلّم أبا هریرة بالفارسیة۔"۔۲

بیشک نبی پاک ﷺ نے حضرت ابوہریرہ سے فارسی زبان میں کلام کیا۔

پہلی صدی ہجری میں ایران کے شہروں بصرہ کوفہ وغیرہ میں بعض جگہوں کےعربی نام رکھے گئے مثلا جعفران طلحتان اورخالدان وغیرہ۔ یہ نام ظاہر کر رہے ہیں کہ اس دور میں عربوں اور ایرانیوں کے باہم مراسم بڑے مستحکم تھے۔فارسی میں مصدر کے حروف نون پرختم ہوتے ہیں،لہذا مذکورہ ناموں سے ظاہر ہوتا کہ جعفران حضرت جعفر طیار کی طرف اورطلحتان حضرت طلحہ اور خلدان حضرت خالد بن ولید کی طرف منسوب ہیں۔اسی طرح عباسان اور مہلبان بھی وہ نام ہیں جو فارسی عربی روابط کی عظیم مثالیں ہیں۔۳البتہ ان ناموں کے آخر میں فارسی کا نون لگا دیا گیا ،اور یہ فارسی زبان کا حصہ بن گئے ۔

جاحظ نے لکھا کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں موسی بن سیار الاسواری نامی عالم اپنی مجلس میں ایک طرف بیٹھے اہل فارس کوفارسی میں اوردوسری طرف عربوں کوعربی میں قرآن کریم کی تفسیر پڑھاتے تھے۔۴

اگر ہم ان عوامل کا بنظر غائر مطالعہ کریں جومختلف آداب میں اثرات کےنفوذ کا باعث بنتے ہیں تو ان میں ایک، تجارتی، ثقافتی،علمی اور سیاسی تعلقات کا بحال ہونا ہے۔مختلف زبانیں بولنے والی اقوام جب ایک دوسرے سے تجارتی میل جول بڑھاتیں ہیں ،نتیجتاًوہ اپنی زبانوں کے اثرات کا باہم تبادلہ کرتیں ہیں،جیسا کہ زمانہ قدیم میں عربوں وایرانیوں اور دیگر اقوام کےمیل جول سے ہوا۔عربی زبان وادب کے ادیب جاحظ لکھتے ہیں:

" ألاتری أهل المدینة لما نزل فیهم ناس من الفرس فی قدیم الدهر ،علقوا بألفاظ من ألفاظهم ولذلك یسمون البطیخ الخربز،ویسمون السمیط الروق، ویسمون الفصوص،ویسمون الشطرنج ،الی غیر ذلك من الا سماء"۔۵کیاتم نےنہیں دیکھا کہ زمانہ قدیم میں جب اہل فارس سے کچھ لوگ مدینہ داخل ہوےتو وہ اپنے الفاظ کے ساتھ چمٹے رہےاور وہ الفاظ(ہماری زبان) کے الفاظ بن گئے جیسا کہ بطیخ،خربز،سمیط ،روق،فصوص اورشطرنج وغیرہ۔

زمانہ جاہلیت کے متعدد شعراء نے اپنی شاعری میں اہل فارس کے حالات کی نہ صرف نشاندہی کی بلکہ فارسی زبان و ادب کے اثر کا اپنے کلام میں برملا اظہار کیا۔ زمانہ جاہلیت کے وہ نامور عرب شعراء جن کی شاعری میں فارسی زبان وادب کے آثار نمایاں ہیں ان میں چند ایک یہ ہیں۔

عدی بن زید بن حماد بن زید بن محروف بن عامر بن عصبہ بن امروالقیس بن زید بن تمیم بن ایوب عرب کی ریاست حیرہ میں آباد تھا اور اس ریاست کے بادشاہ منذر بن نعمان کے دربار سے منسلک تھا۔ اس خاندان سے ایوب پہلا شخص تھا جو عرب کی اس ریاست میں آباد ہوا اور حماد بنو ایوب میں وہ پہلا شخص تھا جس نے کتابت سیکھی اور نعمان اکبر (حیرہ کا بادشاہ) کے لیے لکھا اسی خاندان سے عدی ایران کے بادشاہ ابرواز کا ترجمان اور عربی کا تب تھا۔ عدی بن زید مخضرمی شاعر تھا اور اپنی شاعری میں اہل فارس کے اوصاف بیان کرنے کی وجہ سے مشہور تھا۔

عدی کے کلام میں فارسی کے آثار نمایاں ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ تھی، چونکہ عدی کی تعلیم و تربیت اپنے باپ کے زیر سایہ کسری کے دربار میں ہوئی اور فارسی زبان سیکھی۔ عدی عربی زبان وادب سے بھی واقف تھا، اس لئے اس نے اپنے کلام سے فارسی ادب میں تنوع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور عربی فارسی کے تعلق کو مزید مستحکم کیا۔ عدی حیرہ سے کوچ کر کے مدائن چلا گیا جوان دنوں کسری کا دار الحکومت تھا۔ کسری نے اسے اپنا ایلچی بنا کر سلطنت روم کی طرف بھیجا۔ عدی اپنے شعری کلام میں ایرانیوں بارے رقمطراز ہیں:

ایھا الشمات المعیر بالده　　راانت المبراء الموفور
ام لدیك العهد الوثیق الا　　یام بل انت جاهل مغرور
این کسری کسری الملوك ابو　　سان ام این قبله سابور[٦]

اے ملامت کرنے اور عیب دھرنے والے؛ کیا تو بے نیازی اور فراوانی میں رہ رہا ہے۔ یا تیرے پاس دنوں کی (مہلت) کا پختہ عہد موجود ہے، بلکہ تو بے خبر اور فریب خوردہ ہے۔ تمام بادشاہوں کا سردار کسری ابوساسان کہاں (چلا گیا) ہے؟ یا اس سے قبل سابور جیسا حکمران کہاں جاتا رہا؟

حیرہ کی یہ عرب ریاست　فارسی اثرات سے بلاواسطہ متاثر تھی۔ زمانہ جاہلیت کے خصوصا وہ عرب شعراء جو اس ریاست کے رہنے والے تھے یا بادشاہوں کی مدح کیا کرتے تھے، ان کی شاعری میں دیگر عرب شعراء کی نسبت زیادہ فارسی کے الفاظ واثرات موجود ہیں۔ ان عرب شعراء میں اعشی، نابغہ ذبیانی، لقیط بن یعمر، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور علقمہ شامل ہیں۔ ''اشعار الشعراء الستۃ الجاھلیین'' میں لکھا ہے:

”والقبائل التی تعیش فیها والشعراء الذین نشاء وا فی ارضهالهم صلات واضحة بملوك الحیرة الذین یخضعون لنفوذ أكاسرة الفرس و سلطانهم۔“[۷]

وہ قبائل جو (حیرہ کی عرب ریاست میں) آباد تھے، وہ شعراء جو اس سرزمین میں پیدا ہوئے، ان کے تعلقات حیرہ کے بادشاہوں کے ساتھ واضح تھے وہ (اکاسرۃ الفرس) ایرانی بادشاہوں کے اثر و نفوذ سے زیادہ متاثر تھے۔

زمانہ جاہلیت کا عربی شاعر جس کا نام اعشی تھا، وہ اپنی شاعری میں بہت سے فارسی الفاظ استعمال کرتا ہے، اس نے

سرزمین فارس اور اطراف عرب ممالک کی سیر کی ور ہوذہ ابن علی نصرانی سے ملاقات کی، ناشر نے اپنے دیوان کی تمہید میں لکھا:

"وقدأكسبه ذهابها لى بلادالفرس الفاظا فارسيةادخلها فى شعره كما أكسبه اتصاله بهوذة ابن علي النصراني۔"۸

بلاشبہ (اعشٰی) کے فارسی شہروں میں جانے کے سبب فارسی الفاظ کا ذخیرہ عطا ہوا ،اسی طرح ہوذہ بن علی نصرانی کے ساتھ میل ملاپ سے ملکہ حاصل ہوا۔اعشٰی نے اپنی شاعری میں فارسی تشبیہات وتلمیحات والفاظ کا استعمال کیا ہے۔اعشٰی محلق بن خنثم بن شداد بن ربیعہ کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے:

فما انت ان دامت عليك بخالد　　كما لم يخلدقبل ساسا ومورق
وكسرى شهنشاه الذى سار ملكه　　له ما اشتهى راح عتيق وزنبق
و يجبى اليه السيلحون ،ودونها　　صريفون فى أنهارها والحورنق
فذاك ،وماانجى من الموت ربه　　بساباط،حتى مات وهو محزرق۹

اگر آپ کو یہ سلطنت ہمیشہ کیلئے دے دی جائے تو پھر بھی (آپ کی بادشاہت) ہمیشہ نہیں رہے گی جیسا کہ ساسانیوں اور موریقیوں کی بادشاہت ہمیشہ نہیں رہی۔کسریٰ تو بادشاہوں کا بادشاہ تھا،جس کی سلطنت کی حدود اس قدر وسیع تھیں کہ اس کی خواہش کیمطابق نئی اور پرانی ہر طرح کی نعمت اسے حاصل تھیں۔سیلحون کے خزانے اس کی نظر کیے جاتے اور اس کے علاوہ صریفوں کا نہروں والا علاقہ خورنق (قلعہ) بھی اس کی ملکیت میں تھا۔پس ان تمام چیزوں کے باوجود ان کے مالک کو ساباط (پہاڑ) میں موت سے نہ بچا سک حتیٰ کہ اس کو نہایت تنگی کی حالت میں موت آئی۔

اعشٰی کے مذکورہ بالا اشعار میں لفظ ''ساسا'' سے مراد ایرانی ساسانی سلطنت کا بانی ہے،اور مورق سے مراد موریقی ہے جو رومی بادشاہ تھا۔شہنشاہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔کلمہ ''السیلحون'' سے مراد قادسیہ اور کوفہ کے درمیان ایک مقام اور کلمہ ''صریفون'' سے مراد عراق کے دو بڑے بڑے گاوں ہیں ۔اعشٰی ایاس بن قبیصہ کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے:

بكاس و ابريق كان شرابه　　اذا صب فى المصحاة خالط بقما
لناجلسان عندها وبنفسج　　وسيسنبر،والمرزجوش منمنما
وشاهسفرم والياسمين ونرجس　　يصبحنا فى كل دجن تغيما۱۰

ایسے گلاس اور جام کے ساتھ گویا اس کے مشروب کو اگر چاندی کے برتن میں ڈالا جائے تو وہ بقما (سرخ شاخوں والا درخت) کی طرح معلوم ہوتا ہے۔اس کے پاس ہمارے لیے جلسان (سرخ گلاب) بنفسج (خوشبو والا ایرانی پھول) اور سیسنبر (خوشبو والا ایرانی پھول) اور مرزجوش (خوشبو والا ایرانی پھول) جیسے پھول ہیں۔اور شاہسفرم (خوشبو والا ایرانی پھول)، یاسمین، اور نرگس ہر ابر آلود زمین میں صبح کے وقت ہمارا استقبال کرتے نظر آتے ہیں۔

مذکورہ شعر میں کلمہ ''کاس'' ،''جلسان''،''بنفسج''،''سیسنبر''،اور'' مرزجوش'' یہ تمام کلمات فارسی الاصل ہیں۔ ''شاھسفرم'' فارسی الاصل ہے ،یعنی خوشبودار پھول، اور کلمہ ''یاسمین'' بھی فارسی ہے اس کے علاوہ کلمہ ''نرجس'' یہ تینوں کلمات

فارسی خوشبو والے پھولوں کے نام ہیں۔

اسی طرح اعشیٰ قیس اپنے کلام میں فارسی اسلوب بیاں کے ساتھ ساتھ ''تخدار'' کا لفظ استعمال کرتا ہے جو فارسی الاصل ہے، جس کا مطلب سفید کپڑا ہے۔ لقیط بن معمر جو جاہلی شاعر ہیں، ابن شجری کے مطابق: ''انہ کان کاتبا فی دیوان کسری'' کہ وہ (ایرانی بادشاہ) کے دربار میں سیکریٹری تھا۔ اس جاہلی شاعر کی شاعری میں فارسی ادب کے اثار نمایاں ہیں۔ ابن قتیبہ اپنی کتاب ''الشعر والشعراء'' میں لکھتے ہیں:

”هو لقيط بن معمر،من اياد اكثر نزار عددا،واحسنهم وجوها ،وامدهم واشدهم وامنعهم،وكانوا لقاحا لا يودون خرجا،وخرجا،وهم اوّل معدى خرج من تهامة،فنزلوا السواد،غلبوا على ما بين البحرين الى سداد و الحورنق،وسنداد نهر كان بين الحيرة الى الابلة، وكانوا اغارون على اموال لانوشيروان فاخذوها، فجهز اليهم الجيوش، فهزموهم مرة بعد مرة،ثم ان ايادا ارتحلوا حتى نزلوا الجزيرة،فوجه اليهم كسرى بعد ذلك ستين الفا فى السلاح“۔۱۱

وہ لقیط بن معمر (قبیلہ) ایاد جس کے لوگ بہت زیادہ شرارتیں کرنے والے، خوبصوت چہروں والے، بڑی وسعت والے اور بڑے اکھڑ اور بڑی عنایتوں والے، ان لوگوں کی زبانیں لڑکھڑاتیں تھیں اور وہ بآسانی الفاظ کی ادائیگی نہیں کر پاتے تھے۔ وہ پہلا معدی تھے جو تہامہ (عرب کا علاقہ) سے نکلا اور (علاقہ) سواد میں آئے اور بحرین اور ایرانی (علاقہ) سداد اور حورنق اور سنداد پر قابض ہو گئے، یہ علاقہ حیرہ اور ابلہ (ایرانی سلطنت کا علاقہ) کے درمیان تھا۔ انہوں نے ایرانی بادشاہ نوشیروان کے اموال پر ہلہ بولا اور ہتھیالیا، اس نے ان کے خلاف لشکر جرار تیار کیا، اوران کو بار بار شکست دی، یہاں تک کہ وہ جزیرہ میں آ گئے، پس کسری نے ساٹھ ہزار اسلحہ برداروں کیساتھ انکی طرف چڑھائی کی۔ اس موقع پر لقیط نے جو اپنی قوم کو خط لکھا اس کا حال ان اشعار میں یوں بیان کرتا ہے:

سلام فى الصحيفة محن لقيط	الى من بالجزيرة من اياد
بان الليث كسرى قد اتاكم	فلا يشغلكم سوق النقاد
اتاكم منهم ستون الفا	يزجون الكتائب كالجراد ۱۲

جزیرہ سے قبیلہ ایاد والوں کو چمڑے میں لپٹے ہوئے خط سے لقیط کا سلام، تمہاری طرف کسری (بادشاہ ایران) کا (لشکر) آنیوالا ہے اور وہ تمہیں سوق نقاد میں مشغول نہیں رکھیں گے۔ تمہارا سامنا ساٹھ ہزار سے ہوگا، وہ تمہارے (لوگوں) کو لٹیروں کی طرح قیدی کریں گئے۔

امراء القیس جس کا نام حندج بن حجر بن حارث بن عمرو بن حجر الاکبر، اورامراء القیس کے لقب سے مشہور تھا، زمانہ جاہلیت کا بڑا شاعر یعنی اشعر الشعراء سمجھا جاتا ہے۔ قیصر روم کی طرف سفر کیا۔ روم کے بادشاہ نے اسے زہر آلود لباس دیا جس کو پہننے کے بعد وہ زخموں سے چور ہوگیا اور انہی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس دنیا سے چل بسا اور اپنے وطن (عرب) واپسی پر انقرہ کے مقام پر فوت ہوگیا۔ اسکندرانی لکھتا ہے: ''وکان ملک الروم قد اتبعہ حلۃ مسموعۃ؛ فلما لبسھا تقطع''۔۱۳ اور روم کے بادشاہ نے اسے زہر آلود لباس دیا جب اسنے اسے پہنا تو وہ زخمی ہوگیا۔ اس کی شاعری میں فارسی کی تشبیہات اور مفرادات ملتے

ہیں مثلاً وہ کہتا ہے:

ترى بعر الآرام فى عرصاتها		وقيعانها كانه حب فلفل

اذا قامتا تضوع المسك منهما		نسيم الصبا جاء ت بريا القرنفل ۱۴؎

تو محبوبہ کے گھر کے صحن میں سفید ہرن کی مینگنیاں دیکھے گا وہ ایسے ہیں گویا سیاہ مرچ کے دانے۔اس شعر میں ''فلفل'' فارسی زبان کا لفظ ہے اور یہ خوب فارسی تشبیہ ہے، یعنی'' کانہ حب فلفل'' گویا سیاہ مرچ کے دانے۔دوسرے شعر میں امراوالقیس کہتا ہے: جب وہ دونوں محبوب کھڑی ہوتی تو ان سے خوشبو یوں پھیلتی گویا سبح کی ہوا لونگ کے پھل سے گزر کر یعنی معطر ہو کر آئی ہو۔اس شعر میں ''ریا القرنفل'' فارسی تشبیہ ہے''قرنفل'' فارسی کا لفظ ہے۔

امراوالقیس کی شاعری میں فارسی اثرات کی موجودگی کا سبب اس کا وہ سفر ہے جو اس نے سلطنت روم کی طرف کیا۔وہ قیصر روم کے دربار میں پہنچا اس سے اجازت لی اور اسکے محل میں داخل ہوا اس کے قریب ہوا اور اس کی مدح میں اشعار کہے۔اس کی شاعری سے نہ صرف عرب بلکہ روم ایران کی تہذیب وثقافت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔وہ جب قیصر کے پاس گیا تو اس وقت کی منظر کشی یوں کرتا ہے:

و نادمت قيصرفى ملكه		فاوجهنى وركبت البريدا

اذا ما ازدحمناعلى سكة		سبقت الفرانق سبقابعيدا ۱۵؎

میں قیصر (روم کا بادشاہ) کے محل میں اس کے قریب گیا، پس مجھے تیز ترین گھوڑے پر سوار کر کے بھیجا گیا۔جب میں اس سواری کیساتھ پڑی پر چڑھا (یعنی ٹریک پر) تو میرا گھوڑا (اس قدر تیز بھاگا) کہ فرانق (ایسا جانور جو شیر سے بھی تیز بھاگتا ہے) سے بھی بہت آگے چلا گیا۔

ان اشعار میں کلمہ''البرید'' فارسی لفظ''بریدہ دم'' سے ماخوذ ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لفظ پہلوی زبان کے لفظ ''البریدۃ'' سے ماخوذ ہو، بہرحال فارسی میں اس لفظ کا استعمال ڈاک کی ترسیل کے لیے کیا جاتا ہے۔مذکورہ اشعار میں دوسرا عربی لفظ''فرانق'' فارسی کے لفظ''بروانک'' سے ماخوذ ہے، جو ایسے جانور کے لیے بولا جاتا ہے جو شیر سے بھی تیز بھاگتا ہے۔ان اشعار میں دو فارسی الاصل الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔جس سے ظاہر ہوتا کہ امراوالقیس فارسی ورومی تہذیب سے کس قدر متاثر تھا۔امراوالقیس اپنی رومی محبوبہ کا ذکر فارسی الفاظ میں کرتے ہوئے کہتا ہے:

"فقلت لها:ورخيز بيا خوش من فزل" ۱۶؎

اور اس قول کے بعد امراوالقیس اپنی محبوبہ سے شطرنج کھیلتا ہے۔

بعض جاہلی شعراء نے اعجمی خصوصا فارسی زبان وادب کیساتھ کیساتھ فارسی اسالیب کو بھی عربی ادب کا حصہ بنایا۔ان عرب شعراء میں مرقش اکبر بھی ہے، جو ایک اور زمانہ جاہلیت کے نامور شاعر طرفتہ بن العبد کا رشتہ دار بھی تھا۔جاہلی دور کا ایک اور شاعر متلمس بھی مرقش اکبر کا خالو تھا۔اس کی شاعری میں بھی فارسی اثرات بھرپور انداز میں نظر آتے ہیں۔وہ جنگلی وحشی گائے کی تشبیہ بیان کرتے ہویکہتا ہے:

الا من العين ترعى بها		كلفارسين مشوافى الكمم ۱۷؎

کیا تو اس جنگلی وحشی گائے کو چرتے ہوئے نہیں دیکھا جو فارسیوں کی طرح لگتی ہے جب اپنی کمیں گاہ سے نکلتی ہے۔

اسی طرح زمانہ جاہلیت کے ایک اور شاعر حارث بن حلزہ بھی اپنی شاعری میں فارسی ''کمھارق الفرس'' کے الفاظ سے فارسی تشبیہات کا استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے:

لمن الدیار عفون بالحبس آیاتھا کمھارق الفرس ۱۸

(نفس المصدر،ص:۶۵)

یہ کس کے گھر کے آثار ہیں جو حبس (یعنی رکے ہوئے پانی کے زور سے) یوں ظاہر ہو چکے ہیں، جیسے ایرانیوں کے کاغذ شفاف اور واضح ہیں۔ مھارق سے مراد اہل فارس کے وہ ورق ہیں جن پر وہ لکھا کرتے تھے۔ اسی زمانہ جاہلیت کے ایک اور شاعر قیس بن خطیم نے اپنی عربی شاعری میں ''قرنفل''، اور ''فلفل''، اور ''زنجبیل'' جیسے فارسی معرب الفاظ کا استعمال کیا۔

ثقافتوں کے باہمی اختلاط سے بھی مختلف زبانوں اور آداب میں علمی ادبی اثرات مرتب ہوئے ہیں، جیسا کہ عباسی دور میں خصوصاً عربی زبان و ادب کے بہت زیادہ اثرات فارسی ادب پر پڑے چونکہ عباسی دور میں عربوں اور اہل ایران کے مابین ثقافتی تعلقات اپنے عروج پر تھے۔ اس دور میں فارسی کے اثرات بھی عربی زبان و ادب پر مرتب ہوئے۔ اس دور میں فارسی کے جو الفاظ عربی زبان میں داخل ہوئے ان میں مسک، مرجان، اقلید، استبرق، سروال، فالوذج، دیباج، نرجس، توت، یاسمین، جوجم، ھاوون، طاجن، ابریق، رصاص، لوبیا اور بازنجان مھراس، سرطراط، میرت، دجر، وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۹

بعض الفاظ ایسے ہیں جو چند حروف کی تبدیلی سے فارسی سے عربی زبان میں مستعمل ہیں مثلاً کلید سے اقلید، برنامہ سے برنامج، بنفشہ سے بنفس وغیرہ۔ فارسی زبان کے کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کو چند حروف کی زیادتی یا کمی سے عربی زبان میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً پالودہ سے فالوذج، پردیس سے فردوس، شکر سے سکر، شلوارے سلوار اور کاووس سے قابوس وغیرہ بعض فارسی اعلام (شخصیات) کے ناموں کو تھوڑی بہت تبدیلی سے عربی زبان میں اختیار کیا گیا مثلاً بجستان سے خراسان، کسریٰ سے خسرو، دون سے دیوان، گھرب سے کھرباء اور کاؤس سے قابوس وغیرہ، یہ تمام الفاظ فارسی الاصل ہیں جو عربی زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔ ۲۰

عباسی دور میں فارسی ثقافت کے اثرات عربی زبان و ادب میں دیگر ادوار کی نسبت زیادہ ظاہر ہوئے، جاحظ عباسی دور بارے لکھتے ہیں: ''دولۃ بنی العباس اعجمیۃ خراسانیۃ'' () بنو عباس کی حکومت اعجمی ایرانیوں کی حکومت تھی۔ عباسی دور میں اہل فارس اور عربوں کے تعلقات اس قدر عروج پر تھے کہ عربی اعجمی کا فرق ختم ہو گیا اور تمام لوگ اسلام کے جھنڈے تلے اکھٹے رہنے لگے۔ جاحظ کے اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عباسی دور میں ایرانیوں کا عمل دخل کیا تھا اور وہ کس قدر بااختیار تھے۔ اس دور میں ایرانیوں اور عربوں کے مراسم کیا ہوں گئے۔ اس دور میں مزید جو سیاسی ثقافتی اثرات عربی ادب میں ظاہر ہوئے ان میں چند ایک ہوں ہیں، مثلاً وزیر کے منصب کا رواج، ڈاک کے محکمے کا قیام، علم نجوم اور نجومیوں کا عام ہونا، شراب نوشی اور دیگر عیاشی کے اعمال کا اضعافہ وغیرہ۔ ۲۱

اس دور میں ایرانیوں کے ساتھ اس ثقافتی میل جول کی وجہ سے بعض ایرانی تہوار منانے کا رواج بھی ہوا مثلاً عربوں

نے بھی ''نوروز'' اور ''مھر جان'' جیسے تہوار ''النیروز'' اور ''المھر جان'' کے نام سے منانے شروع کر دیے ابن ابی شیبہ اپنی کتاب المصنف میں لکھتے ہیں :''النیر وز او النوروز ھو راس السنۃ الفارسیۃ ولا یجوز صیامہ لان فی ذلک تشبہ بالمجوس''۔ یہ اہل فارس کے سال نو کا پہلا دن ہے اور اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس سے مجوسیوں کی مشابہت ہوتی ہے۔۲۲

عربوں کے ساتھ اس ایرانی ثقافتی میل جول کے نتیجہ میں عربوں کے ہاں ایرانی لباس کے پہننے کا رواج ہوا مثلا خلیفہ مامون نے نہ صرف ایرانی لباس پہنا بلکہ عام لوگوں کو پہننے کا حکم دیا۔اور اس کے عباسی خلیفہ متوکل نے بھی اس ایرانی لباس کے رواج کو مزید بڑھایا۔نفس المصدر،ص:۱۰۶ خلیفہ متوکل نے اپنے محل کے نام بھی فارسی رکھے مثلاً ''جوسق''، ''ساج'' اور صناج وغیرہ۔مزید یہ کہ اس دور میں عربوں نے کئی فارسی امیر زادیوں سے شادیاں کیں اور فارسی عادات کا عربی ثقافت میں عمل دخل یقینی ہوگئی۔الغرض ڈاکٹر محمد التونجی کے مطابق اس دور میں خصوصا عربی ثقافت میں فارسی رسم ورواج ،عادات اور ملبوسات کا تبادلہ ہوا۔۲۳

اس دور میں جن الفاظ کا عربی زبان میں رواج ہوا ان میں طرب،ازیاء، فرش، اثاث ،آنیۃ وغیرہا س دور کے وہ عرب شعراء جن کے کلام میں درجہ اتم فارسی کے اثرات موجود ہیں، ان میں ابن المقفع ،سھل بن ھارون،فضل بن سھل موسی، عتابی اور موسی بن سیار الاسواری شامل ہیں۔عتابی نے کئی فارسی کتب کا عربی میں ترجمہ کیا ،ان سے جب ان ترجموں بارے پوچھا گیا تو انہوں جواب دیا:''ان المعانی فی کتب العجم ،واللغۃ ،والبلاغۃ للعرب''۔۲۴ عجمی کتابوں،زبانوں اور بلاغت کو عربوں تک (دستیابی) کیلیے۔

عباسی دور میں ایرانی وعربی ثقافت کے اختلاط سے عربی زبان میں جو الفاظ معرض وجود میں آئے ان میں الدمقس، الاساورۃ، اسکدار، الافرند، البرند، البربند، البرجاس، الجلنار، الخسر وانی، دستیجۃ، الدیزج، الزیزج، الزیج، السمند۔ السرق، السوذنیق، الطابیج،الطّومارد،الفیر وذج،النرد،الیرندج،ھبرزیا وغیرہ۔

ابن مقفع کا فارسی زبان وادب کے اثرات عربی زبان ادب میں منتقل کرنے میں بڑا حصہ ہے۔ابن مقفع نے چند کتابوں کو فارسی سے عربی میں منتقل کیا مثلا آئین نامہ،خدای نامہ،کلیلہ ودمنہ،اسی طرح بلاذری نے (عہد اردشیر) وغیرہ کا ترجمہ فارسی سے عربی میں کیا۔۲۶

عرب علماء نے عربی زبان میں دخیل الفاظ کی پہچان کے لیے چند اصول وضع کیے ہیں مثلا عربی الفاظ کے اصل مادے میں ''ج'' اور ''ق'' اکھٹے نہیں ہوتے مثلا منجنیق اور اسی طرح ''ص'' اور ''ج'' اکھٹے نہیں ہوتے مثلا صولجان ،اسی طرح عربی زبان میں ''ن'' کے بعد ''ر'' نہیں آتا مثلا نرجس اور اسی طرح ''ز'' اور ''ذ'' اکھٹے نہیں ہوتے مثلا ساذج اور اسی طرح حرف ''ط'' اور ''ج'' اکھٹے نہیں ہوتے مثلاً الطاجن وغیرہ، اگر ایسا ہوتو جان لینا چاہیے کہ یہ لفظ غیر عربی لفظ ہے۔۲۷

اگر ہم ان عوامل پر نظر دوڑائیں جو مختلف آداب میں روابط کا باعث بنتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عربی وفارسی کے علمی روابط زمانہ قدیم سے ہیں۔دونوں آداب میں جہاں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے وہاں اختلافات بھی موجود ہیں،فکری لحاظ سے اہل فارس اپنے آپ کو'' ابناء الحرار'' اور عرب اپنے کو فصیح اللسان اور دیگر اقوام کو اعجمی سمجھتے تھے۔ہر ایک کا اپنا سیاسی، سماجی،اقتصادی،مذہبی اور علمی نظام تھا۔باہمی میل جول کے نتیجے میں ان تمام وعوامل کا ایک دوسرے پر اثر انداز ہونا فطری

تھا۔زمانہ جاہلیت کے وہ نامور شعراء جنہوں نے عرب کی ریاست حیرہ کے بادشاہوں کی مدح سرائی کی یا وہ اس علاقہ کے رہنے والے تھے ان کے کلام میں فارسی زبان وادب کے اثرات دیگر کی نسبت زیادہ ہیں۔

عربی زبان وادب میں فارسی کے اثرات کچھ یوں ہیں مثلا،ساسانی بادشاہوں کا ذکر،ان میں ''یزدجر'' یعنی یزدگرد جو ۲۲۰ سے ۳۳۹ ق م تک ایرانی سلطنت کا بادشاہ رہا۔''بھرام'' پانچواں ایرانی بادشاہ ،''خسرو'' یعنی کسری ساسانی بادشاہ،''قباذ'' ایرانی ساسانی بادشاہ،''سابور'' ایرانی بادشاہ اور'' اردشیر'' کا دادا اور بابک کا باپ، ایرانی سلطنت میں شامل مختلف جگہوں کے نام مثلاً''اقلید'' ایرانی شہر،''آرمینن''، بحر قزوین کی طرف کا علاقہ''خزز'' شمالی ایران کا علاقہ ،''دارین'' بحرین کے پاس ایرانی علاقہ جس کو کسری نے یہ نام دیا تھا،''خورنق'' قلعہ۔مذہبی اصطلاحات ورسوم کا ذکر مثلاً ''رام'' اور'' قوھی''،ایرانی چونکہ ستارہ پرست بھی تھے اس لئے''قوھی'' یعنی کیوان ،زحل سیارہ کا نام ہے ،فارسی پھولوں کا ذکر مثلا ''نرجس''،''یاسمین''،''شاھسفرم''،''جلسان'' ''قرنفل'' ایرانی پھلوں کے نام مثلاً'' جلنار'' گلنار،ایرانی اونٹوں کے نام مثلاً ''البخت'' اور''النجاتی وغیرہ ایرانی تہواروں کے نام مثلاً''نو بھار'' آگ کی عبادت کا دن ، ایرانی رنگوں کے نام مثلاً'' آرجوانی''،''یرندج'' کالی جلد کو بولتے ہیں،پیشہ ور مردوں اور عورتوں کے نام مثلاً'' طرخون'' فارسی میں ترخون اور''دایۃ'' بچہ والی عورت اس کے علاوہ برتنوں کے نام مثلاً ''ابریق'' اور'' کاس ''وغیرہ شامل ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ:ان الشعر دیوان العرب'' ہم عربی شاعری سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کون کون سی اقوام عربوں پر اثر انداز ہوئیں اور عربوں نے کن اقوام کو اپنی ثقافت سے متاثر کیا۔

حواشی:

۱۔ محمد عبداللہ بن مسلم :الشعرا والشعراء،لندن،طبعۃ بریل،(مقدمہ)۱۹۰۲م
۲۔ عبداللہ،عزازی:فقہ اللغۃ ،القاھرہ،دار الطباعۃ المحمدیۃ،۱۹۷۲م،ص:۲۰۵
۳۔ بلاذری،ابوالحسن :فتوح البلدان ،تحقیق :رضوان محمد رضوان ،بیروت،دار الکتب العلمیۃ،۱۹۷۸م،ص:۳۶۰
۴۔ جاحظ،ابوعثمان : البیان والتبین ،تحقیق:حسن السندوبی،القاھرۃ،ج:۲،المطبعۃ التجاریۃ الکبری،۱۹۲۶م،ص:۲۳۴
۵۔ جاحظ :البیان والتبین ،ج:۱،ص:۲۳۶
۶۔ ابن قتیبہ،ابوعبداللہ بن مسلم :الشعر والشعراء،لندن،طبعۃ بریل،ج:۱،۱۹۰۲ء،ص:۹۷
۷۔ http:\\www.almeshakt.net\books\index.php
۸۔ دار الصادر: دیوان اعشی،بیروت،ط:۱،ص:۵،۲۰۰۸م
۹۔ الصادر: دیوان اعشی، بیروت،ط:۱،ص:۱۱۶
۱۰۔ دار الصادر: دیوان اعشی، بیروت،ط:۱،ص:۱۸۷
۱۱۔ نفس المصدر
۱۲۔ ابن قتیبہ :الشعر والشعراء،ص:۳۵
۱۳۔ محمد الاسکندرانی: دیوان امراوالقیس ،ص:۱۵

۱۴۔ محمد الاسکندرانی: دیوان امراولقیس: بیروت، دارالکتاب العربی، ط:۱، ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲م، ص:۶۱، ۱۸، ۲۷

۱۵۔ محمد الاسکندرانی: دیوان امراولقیس، ص:۲۵۷

۱۶۔ ڈاکٹر معیم محمد عبدالغنی: ''آثار الفارسیۃ فی شامراوالقیس''، ص:1 n.ghany@alarab.com.qa dated:27/1/2113

۱۷۔ ابوالعباس المفضل بن محمد الضبی: المفضلیات، تحقیق: عمر فاروق طباخ، شرکۃ دارارقم، ط:۱، ۱۹۹۷م ص:۴۱

۱۸۔ نفس المصدر، ص:۶۵

۱۹۔ ابومنصور الثعالبی: فقہ اللغۃ واسرار اللغۃ، تحقیق، یاسین ایوبی، بیروت، المکتبۃ العصرا، ط:۳، ۲۰۰۱م، ص:۳۳۷ (ب) عبد الصبور شاھین: دراسات لغویۃ، القاھرۃ، المطبعۃ العلمیۃ، ۱۹۷۶، ص:۲۷۸

۲۰۔ سیوطی، جلال الدین: المزھر فی علوم اللغۃ وانواعھا، بیروت، داراحیاء الکتب العربیۃ، ج:۱، ص:۲۸۳

(ب) ابومنصور الثعالبی: فقہ اللغۃ واسرار اللغۃ، ص:۳۰۶

(ج) احمد بن فارس: مقاییس اللغۃ، مصر، مکتبہ البابی الحلبی، ط:۳، ص:۲۸۳، ۱۹۲۹م

(د) اسماعیل بن حماد جوھری: الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، تحیق: احمد عبد الغفور عطار، دار الکتب العربی، ط:۱، ج:۲، ص:۹۸۹

۲۱۔ نفس المصدر، ص ۱۶۳

۲۲۔ (ا) ابن ابی شیبہ: المصنف، بیروت، دارالفکر، ج:۲، ص:۵۱۱ www.yasoob.com

(ب) حامد عبدالقادر: قصۃ الادب الفارسی، مصر مکتبہ نھضۃ، ۱۹۵۱، ص:۱۰۶

۲۳۔ ڈاکٹر محمد تونجی: المجموعۃ الفارسیۃ، بیروت، دارالفکر، ۱۹۶۹م، ص:۳۶

۲۴۔ ڈاکٹر احمد الحوفی: تیارات ثقافیۃ بین العرب والفرس، ص:۱۸۲، ۱۷۲

۲۵۔ البحتری، دیوان البحتری، مصر، دارالمعارف، ج:۵، ۱۹۸۷م

۲۶۔ حسن الحاج حسن: اعلام فی العصر العباسی، بیروت، المؤسسۃ الجامعیۃ للدراسات والنشر والتوزیع، ط:۱، ۱۹۸۵م، ص:۲۳۸

(ب) بلاذری ابوالحسن: فتوح البلدان، تحقیق: رضوان محمد رضوان، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۹۸۸م، (مقدمہ)، ص:۹

۲۷۔ سیوطی، جلال الدین: المزھر فی علوم اللغۃ وانواعھا، ج:۱، ص:۲۷۵